قادیانیوں کا اسلامی شعائر استعمال کرنا اسلام پر ڈاکہ ہے

حضرت مولانا محمد مالک کاندھلویؒ

تعمیر مساجد صرف مسلمانوں کا حق ہے' یہ قرآنِ کریم کا فیصلہ ہے۔ اُمت کے تمام آئمہ' علماء اور ہر دور کے فقہاء قضاۃ اور حضرات مفتیان کا یہی متفقہ فیصلہ ہے کہ کسی غیر مسلم کو تعمیر مساجد کا ہرگز حق نہیں تو اس صورتِ حال میں کہ قادیانیوں کا مسئلہ طے ہو چکا کہ وہ اسلام سے خارج ہیں اور پھر اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ مسجدیں بھی بنائیں۔

قرآنِ کریم کا یہ صاف اور واضح فیصلہ ان الفاظ میں ہے' ارشادِ باری عتالٰی ہے:

ماکان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ شاھدین علیٰ انفسھم بالکفر اولئک حبطت اعمالھم وفی النارھم خالدون. انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الاخرو اقام الصلوٰۃ واتی الزکوٰۃ ولم یخش الا اللہ فعسی اولئک ان یکون من المھتدین. (التوبہ)

مشرکوں کے واسطے اس بات کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ وہ مسجدیں تعمیر کریں حالانکہ وہ گواہ ہیں اپنے اوپر کفر کے۔ یہ لوگ تو وہ ہیں کہ جن کے اعمال برباد ہوئے اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔ مساجدُ اللہ کی تعمیر صرف ایسے ہی لوگ کرتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان لائیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور اللہ کے سوا کسی سے ڈرنے والے نہ ہوں تو ایسے لوگ تو امید ہے کہ ہدایت پانے والوں میں سے ہوں گے۔

اس آیتِ مبارکہ نے اس امر کی وضاحت کر دی کہ مشرکین کے لیے یہ حق نہیں ہے کہ وہ مسجدیں بنائیں اور آباد کریں۔ اگرچہ آیت میں لفظ مشرکین ہے لیکن اس لحاظ سے کفر کی تمام قسمیں خواہ وہ بت پرستی کی شکل میں ہوں یا ستاروں کی پرستش یا آگ کی پوجا یا سرے سے خدا کے وجود کا انکار' سب کسی شکل میں ہوں' حکم ایک ہی ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الکفر ملة واحدة

اس بناء پر مرزائی اور قادیانی جو اپنے اس اعتقاد کی بناء پر اسلام سے خارج ہیں' ان میں اور مشرکین میں کوئی فرق نہیں' غیر مسلم ہونا جب طے ہو گیا اور مسجد کی تعمیر کا حق بنصِ قرآنی مسلمان کو ہے۔

لہٰذا یہ سوچنے کی قانوناً کوئی گنجائش نہیں کہ مرزائی تو بت پرست نہیں اگرچہ بت پرست نہیں مگر کافر تو ہیں اور ہر کافر و بت پرست کا حکم شرعی ایک ہی ہے۔ آیتِ مبارکہ میں صرف اس منفی پہلو ہی پر اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ مثبت پہلو سے یہ فرمادیا گیا' مسجدوں کی تعمیر اور آبادی تو صرف ان ہی لوگوں کے لیے مخصوص ہے جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتے ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ تعمیر مساجد اہلِ ایمان کا کام ہے جو اپنے عمل اور عقیدے کی رو سے صحیح مسلمان ہوں۔ احکام الٰہی کے پابند ہوں اور ظاہر ہے کہ احکامِ خداوندی کی پابندی رسول اللہ کی اطاعت کے بغیر کیونکر ہو سکتی ہے تو جس فرقہ کا کفر ثابت ہو چکا اور انہوں نے رسول اللہ کی اطاعت کے بجائے ایک مدعی نبوت کو نبی قرار دے لیا اور اس طرح کھلم کھلا اسلام اور اصول اسلام کے باغی ہو کر جماعت کی تنظیم کی۔ اپنے آپ کو خود اُمتِ مسلمہ سے علیحدہ کر لیا اسی حد تک نہیں بلکہ تمام دنیائے اسلام کے مسلمانوں کو کافر قرار دیا' اپنا قبرستان علیحدہ بنایا' اپنے حج کی جگہ قادیان پھر ربوہ تجویز کیا۔ ان تمام باتوں کے شواہد قادیانی فرقہ کی کتابوں میں کثرت سے موجود ہیں اور عدالت میں پیش بھی کیے گئے تو ان سب باتوں کے بعد ان کا مومن اور مسلمان ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں اور جب مومن نہ ہوئے تو مساجد کی تعمیر کا حق کیونکر حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ کی مسجدیں اللہ کی عبادت اور بندگی کے واسطے بنائی جاتی ہیں اور جو اس کا باغی ہو اور اسلام کو مٹانے کے درپے ہو' وہ ظاہر ہے کہ مسجدوں کی تعمیر کا کوئی حق نہیں رکھ سکتا اس لیے کہ اگر وہ مسجدیں بنائے گا تو اللہ کے دین کو پھیلانے کے لیے نہیں بلکہ اللہ کے دین کو مٹانے کے واسطے بنائے گا۔ اس بناء پر بنیادی طور پر یہ بات عقلاً اور شرعاً ثابت ہو گئی کہ کوئی بھی فرد یا جماعت جو خارج از اسلام ہو چکی ہو' وہ اسلام کی مسجدیں نہیں بنا سکتی۔

عمارت کا جو لفظ آیتِ مبارکہ میں ہے اس کے دو معنی ہیں' ایک ظاہری اور حسی طور پر در و دیوار کی تعمیر کا کرنا۔ اسی شق میں اس کی مرمت' حفاظت صفائی دیکھ بھال بھی داخل ہے۔ دوسرے عبادت اور ذکر الٰہی و تلاوتِ قرآن سے اس کو آباد کرنا تو تعمیر کرنا اور آباد کرنا دونوں چیزیں ایمان پر موقوف ہیں جو ایمان والا ہو گا' اس کو اس بات کا حق پہنچے گا اور جس کا کفر واضح ثابت اور مسلّم ہو چکا' وہ یقیناً کسی درجہ میں مستحق نہیں اسی وجہ سے فقہاء نے غیر مسلموں کی امداد

اعانت کو بھی مساجد کی تعمیر میں درست نہیں قرار دیا۔

ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر جلد۲ صفحہ ۳۴۲ پر انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انما عمار المساجدهم اهل الله

کہ مسجدوں کو تعمیر کرنے والے صرف وہی لوگ ہیں جو اللہ والے یعنی ایمان والے ہوں اور ظاہر ہے کہ جو شخص کافر ہے وہ اللہ والوں میں کیونکہ شمار ہو سکتا ہے۔

شاهدين عليٰ انفسهم بالكفر

کہ جو اپنے اوپر گواہ ہیں کفر کے اس آیت کی تفسیر میں علامہ آلوسی صاحب تفسیر روح المعانی ص ۵۸ جلد ۱۰ میں فرماتے ہیں کہ اپنے نفس پر کفر کے گواہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ان سے وہ باتیں ظاہر اور صادر ہیں جو ان کے کفر کو ثابت کر رہی ہیں اگر چہ وہ اپنی زبان سے یہ نہ کہتے ہوں کہ ہم کافر ہیں۔ مراد یہ ہے کہ انسان کے مشرکانہ اور کافرانہ افعال خود اس کے گواہ ہوتے ہیں، خواہ زبان سے وہ کچھ ہی دعویٰ کرتا ہو اس جگہ پر قرآن حکیم نے صرف منفی ہی پہلو بیان کرنے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ مثبت انداز میں بحیثیت قانون یہ واضح فرما دیا کہ مسجدیں بنانے کا حق صرف اہلِ ایمان کو حاصل ہے اور اس کے ساتھ اقام الصلوٰۃ و اتی الزکوٰۃ فرمایا گیا اس سے غرض یہ ہے کہ ان اہلِ ایمان کو جن کا مقصد دینِ اسلام کو مجموعی طور پر قائم کرنا ہو اور ظاہر ہے کہ احکامِ دین کی اسی صورت میں اتباع اور ان کی اقامت ہو سکتی ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہو ورنہ تو ایک نئی شریعت اور متبادل دین اور علیحدہ مذہب اختیار اور اختراع کرنے والی ہوئی۔ چنانچہ قادیانیوں نے اپنے قبرستان علیحدہ بنا کر اپنی مسجدیں جدا تعمیر کر کے خود اس بات کو ثابت کر دیا کہ ہم اُمتِ مسلمہ سے علیحدہ ہیں۔ وہ اُمتِ مسلمہ جس کو تمام دنیا مسلمان کہتی ہے، اس سے ہمارا موت و حیات میں کوئی واسطہ نہیں۔

الغرض یہ روش اور طریقہ ان کے کفر کا کھلا ہوا ثبوت ہیں اور یہ بھی قادیانیوں پر تمام و کمال صادق آ رہے ہیں اور اگر یہ لوگ کسی عمارت کو مسجد کے عنوان سے بنائیں تو اس بارہ میں علامہ آلوسی کی یہ تصریح کافی ہے، فرماتے ہیں بعض سلف مفسرین کا اس آیت کی تفسیر میں یہ قول ہے کہ ایسے لوگ اگر کوئی عمارت بنائیں تو یہ محال ہے کہ اس کا نام مسجد قرار دیا جائے۔ (روح المعانی جلد ۱۰ ص ۵۸)

قرآن شریف نے صرف اسی قانون پر انتہا نہیں فرمائی بلکہ غیر مسلموں کے لیے مساجد

میں داخلہ بھی ممنوع قرار دیا' فرمایا گیا:

یاایھا الذین امنوا انما المشرکون نجس فلایقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا وان خفتم علیہ فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ ان اللہ علیم حکیم. (آیت ۲۸' التوبۃ)

اے ایمان والو! مشرکین سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ نجس (پلید) ہیں سونزدیک نہ آنے پائیں مسجد حرام کے اس سال کے بعد اور اگر تم کو ڈر ہو فقر و تنگدستی کا تو اللہ اپنے فضل سے تم کو غنی کر دے گا اگر وہ چاہے۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا' حکمت والا ہے۔

نجس کا لفظ عام ہے جو ظاہری اور معنوی ہر قسم کی نجاست کو شامل ہے۔ امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس میں وہ نجاست بھی داخل ہے جو آنکھ' ناک یا ہاتھ وغیرہ سے محسوس ہو اور وہ بھی جو علم اور عقل کے ذریعے معلوم ہو اسی وجہ سے ان معنوی نجاسات کو بھی نجس کہا جاتا ہے جن کی گندگی اور نجاست کا حکم شریعت کے ذریعے معلوم ہوا اور اس پر وضو یا غسل واجب کیا گیا اور اسی کے ساتھ ان باطنی نجاسات کو بھی شامل ہے جن کا تعلق انسان کے قلب سے ہے جیسے عقائد فاسدہ اور اخلاق رذیلہ اور جب کوئی قوم جھوٹے نبی کی پیروی کر کے اسلام سے خارج ہوگئی' اس سے بڑھ کر اور کیا نجاست و گندگی ہوگی۔ آیت کا مفہوم ظاہر ہے کہ آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد اس وحی الٰہی کے ذریعے یہ اعلان کر دیا کہ مشرکین نجس ہیں اس سال کے بعد آئندہ کوئی مشرک مسجد حرام کے قریب نہیں آ سکتا۔ چنانچہ آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر حج بنا کر مکہ مکرمہ روانہ فرمایا اور یہ فرمایا کہ اس حکمِ خداوندی کا جا کر حرم میں اعلان کر دو۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور ہر ہر موقع پر اس اعلان کو نشر کیا گیا۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر معارف القرآن جلد ۴ صفحہ ۳۵۴ پر فرماتے ہیں' آیتِ مذکورہ میں جو حکم دیا گیا کہ کوئی مشرک آئندہ مسجد حرام کے قریب بھی نہیں آ سکتا اس میں تین باتیں غور طلب ہیں کہ یہ حکم مسجد حرام کے ساتھ مخصوص ہے یا دنیا کی دوسری مسجدیں بھی اسی حکم میں داخل ہیں اور اگر مسجد حرام کے ساتھ مخصوص ہے تو کسی مشرک (یا غیر مسلم) کا داخلہ مسجد حرام میں مطلقاً ممنوع ہے یا صرف حج اور عمرہ کے لیے داخلہ کی ممانعت ہے' ویسے جا سکتا ہے۔ تیسرے یہ کہ آیت میں یہ حکم مشرکین کا بیان کیا گیا ہے کفار اہلِ کتاب بھی

اس میں شامل ہیں یا نہیں؟

ان تفصیلات کے متعلق الفاظ قرآنی چونکہ ساکت ہیں اس لیے اشارات قرآن اور روایاتِ حدیث کو سامنے رکھ کر ائمہ مجتہدین نے اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق احکام بیان فرمائے اس سلسلہ میں پہلی بحث اس بارے میں یہ ہے کہ قرآنِ کریم نے مشرکین کو نجس کس اعتبار سے قرار دیا ہے اگر ظاہری نجاست یا جنابت وغیرہ مراد ہے۔ تو ظاہر ہے کہ کسی مسجد میں نجاست کا داخل کرنا جائز نہیں اسی طرح جنابت والے شخص یا حیض ونفاس والی عورت کا داخلہ کسی مسجد میں جائز نہیں اور اگر اس نجاست سے مراد کفر وشرک کی باطنی نجاست ہے تو ممکن ہے کہ اس کا حکم ظاہری نجاست سے مختلف ہو۔

تفسیر قرطبی میں ہے کہ فقہاء مدینہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے یہ فرمایا ہے کہ مشرکین ہر معنی کے اعتبار سے نجس ہیں۔ ظاہری نجاست سے بھی عموماً اجتناب نہیں کرتے اور جنابت وغیرہ کے بعد بھی غسل کا بھی عموماً اہتمام نہیں کرتے اور کفر وشرک کی باطنی نجاست تو ان میں ہے ہی اس لیے یہ حکم تمام مشرکین اور تمام مساجد کے لیے عام ہے اور اس کی دلیل میں عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ فرمان پیش کیا جس میں انہوں نے امراء (حکام) بلاد کو یہ حکم بھیجا تھا کہ کفار کو مساجد میں داخل نہ ہونے دیں اور اس فرمان میں اسی آیت کو بطورِ دلیل تحریر فرمایا تھا۔

نیز یہ کہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے:

انی لا احل المسجد لحائض ولاجنب

کہ میں کسی حائضہ عورت یا جنبی شخص کے مسجد میں داخل ہونے کو حلال نہیں سمجھتا اور ظاہر ہے کہ مشرکین وکفار عموماً حالتِ جنابت میں غسل کا اہتمام نہیں کرتے اس وجہ سے ان کا داخلہ مساجد میں ممنوع ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ یہ حکم مشرکین وکفار اور اہلِ کتاب سب کے لیے عام ہے مگر مسجد حرام کے لیے مخصوص ہے۔ دوسری مساجد میں ان کا داخلہ ممنوع نہیں (قرطبی) اور دلیل میں ثمامہ بن اثال کا واقعہ پیش کیا جن کو مسلمان ہونے سے قبل گرفتاری کے بعد مسجد نبوی کے ستون سے باندھ دیا تھا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آیت میں مشرکین کو مسجد حرام کے قریب جانے کی ممانعت کا یہ مطلب ہے کہ آئندہ سال سے ان کو مشرکانہ طرز پر حج وعمرہ کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

حضرات حنفیہ نے کسی شدید ضرورت اور مجبوری کے باعث غیر مسلم کو مسجد میں داخل

ہونے کی اجازت دی ہے اور یہ واقعہ ثمامۃ بن اثال کا اور اسی طرح نصاریٰ نجران کے وفد کا مسجد نبوی میں آنے کا ان احکام اور آیات کے نزول سے قبل کا ہے کیونکہ یہ آیت ۹ ہجری میں نازل ہوئی اور یہ واقعات اس سے بہت پہلے کے ہیں۔

پھر یہ کہ نصاریٰ نجران کے وفد کا مسجد میں آنا ان کی عبادت کے لیے نہیں تھا' وہ تو صرف گفتگو کے لیے تھا۔ یہ قطعاً بے بنیاد اور خلافِ حقیقت ہے کہ یہ کہا جائے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نصاریٰ کو ان کے طریقہ کے مطابق مسجد میں عبادت کی اجازت دی تھی۔ علیٰ ہذا القیاس ثمامہ کو ایک قیدی کی حیثیت سے مسجد میں باندھا گیا تھا اس طرح کے تو اتفاقی واقعات ہیں' حیوان اور اونٹ کا بھی مسجد میں داخل ہونے کا ذکر ہے جس کی بناء پر امام بخاری نے صحیح بخاری میں حیوان کے مسجد میں داخل ہونے کا ایک باب قائم کیا۔

الغرض یہ ثابت ہوا کہ کفر و شرک کی نجاست جو حسی لحاظ سے بھی ہے اور شرعی لحاظ سے بھی اس کے ہوتے ہوئے یہ درست نہیں کہ مسجدوں میں داخل ہونے کی غیر مسلموں کو اجازت دی جائے۔ احکام القرآن للجصاص جلد دوم صفحہ ۸۸ پر تصریح ہے کہ ثقیف کا وفد فتح مکہ ہی کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ آیت ۹ ہجری میں نازل ہوئی۔

اسی حدیث میں یہ بات بھی خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ قادیانیوں کو حج بیت اللہ اور حدودِ حرم میں داخل ہونے کی اجازت نہیں اور یہ بات حکومتِ پاکستان نے بھی تسلیم کر رکھی ہے۔ چنانچہ حج فارم میں یہ تصریح کرنی ہوتی ہے اور اس بیان و ثبوت پر ویزا جاری ہوتا ہے کہ یہ شخص قادیانی نہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ مسجدوں میں ان کا داخلہ ممنوع ہوا اور اس طرح ان کو کوئی حق نہیں رہا کہ وہ مسجدیں تعمیر کریں اور مسلمانوں کی طرح نماز پڑھیں کیونکہ نماز اسلام کی نشانی ہے جب ایک گروہ اسلام سے خارج ہے اور یہ خارج از اسلام ہونا صرف علمی تحقیقی اعتقادی اور مذہبی حیثیت ہی سے نہیں بلکہ قانونِ اسلام کو ملک کے فیصلے سے اور شرعی فیصلے کو حکومتِ پاکستان کی قرارداد اور فیصلہ ہونے کا مقام حاصل ہو چکا جس کی وجہ سے اس فیصلہ کو قانون ہی کی حیثیت میں سمجھنا ہوگا۔ یہ بات نہایت ہی بعید از فہم ہے کہ یہ کہا جائے کہ یہ کوئی قانون نہیں ہے یا یہ کہا جائے کہ جب ملک کے آئین میں ہر شخص کو اپنے مذہب اور عقیدے کے اظہار کی آزادی ہے تو ہم کو اسلام کے اظہار اور اس چیز سے کہ ہم یہ کہیں کہ ہم مسلمان ہیں' کیسے روکا جا سکتا ہے؟ یہ ہمارا اپنا عقیدہ ہے اور ہم اس کو ظاہر کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

اوّل تو اس لیے کہ جس ملک کا مذہب اسلام ہو' اس ملک میں اسلامی فیصلہ کو خود بخود

قانونی حیثیت حاصل ہے اور پھر جبکہ آئین میں ترمیم کے ساتھ اس کو حتمی فیصلہ کی نوعیت سے جاری کر دیا گیا ہے تو قانونِ اسلام ہونے کے ساتھ یہ ملک کا بھی قانون ہو گیا۔

یہ بات کہ ہر ایک کو اپنے عقیدے کے اظہار کی آزادی ہے' یہ درست ہے لیکن جس عقیدے کا اظہار و اعلان اس حکومت کے فیصلہ اور قانون کے صریح خلاف بلکہ اس کا مقابلہ اور بغاوت ہو اس کو کیسے برداشت کیا جا سکتا ہے اس کا نام حقوق مذہب کی آزادی قرار دینا کسی بھی دانش مند انسان کے نزدیک لائق توجہ امر نہیں۔

تو اس صورتِ حال میں کہ مسجدیں اسلام کا نشان ہیں اور مسلمان ہی کی عبادت گاہ کا نام مسجد ہے۔ قادیانیوں کو نہ مسجد بنانے کا حق ہو سکتا ہے اور نہ اپنی مسجدوں کا نام مسجد رکھ سکتے ہیں اور نہ ان کو قبلہ رُخ بنا سکتے ہیں۔

جب حکومتِ پاکستان قادیانیوں کو حج سے روکنے کو اس قرارداد کے نتائج میں سمجھتی ہے اس بنیاد پر حج بیت اللہ مسلمان کی عبادت کا نام ہے اسی وجہ سے غیر مسلم حج نہیں کر سکتا۔ علیٰ ہذا القیاس نماز بھی اسلام ہی کا رکنِ خاص ہے اور دینِ اسلام کا خصوصی نشان ہے اس لیے قانونی طور پر نماز پڑھنے کی بھی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

مسجدیں صرف مسلمانوں کی ہوتی ہیں اس کے لیے قرآنِ کریم کی واضح تصریح اس امر کو ثابت کر رہی ہے' چنانچہ ارشاد ہے:

ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوات ومساجد يذكر فيها اسم الله كثيرا. (الحج)	اور اگر نہ ہوتا اللہ کا ہٹانا لوگوں کو بعض کو بعض کے ذریعہ تو ڈھا دیئے جاتے صوامع یعنی (یہود کی خانقاہیں) اور کلیسا و گرجے اور عبادت خانے اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام لیا جاتا ہے کثرت سے

احکام القرآن روح المعانی اور تفسیر خازن میں یہ تصریح ہے کہ اس آیت میں مختلف مذاہب کی عبادت گاہوں کے نام بیان کر کے یہ ظاہر کر دیا گیا کہ راہبوں کے خانقاہ صومع اور یہود کے عبادت خانے صلوات اور عیسائیوں کی عبادت گاہیں بیع یعنی کلیسا (گرجا) ہوتے ہیں اور مسلمانوں کی عبادت گاہ مسجد ہوتی ہے اس وجہ سے یہی ثابت ہوا کہ مسجدوں کی تعمیر صرف مسلمانوں کا حق ہے اور کسی غیر مسلم کی عبادت گاہ کا نام مسجد نہیں ہو سکتا۔ رہی یہ بات کہ اصحابِ کہف کے قصے میں یہ مضمون:

قال الذین غلبوا علیٰ امرھم لنتخذن علیھم مسجدا. کہ کہا ان لوگوں نے جو اپنے معاملہ پر غالب رہے کہ البتہ ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے۔

مسجد کا اطلاق قبل از اسلام ایک ملت میں بولا گیا اور قبل از اسلام جو ادیانِ سماویہ اپنی اصلی ہیئت اور تعلیم پر برقرار رہے ان کی اصلی بنیاد اور روح دراصل اسلام ہی کی روح ہے اور اسلام تمام ہدایات حقہ اور تعلیمات سماویہ کا لب لباب اور جوہر اور مجموعہ ہے لیکن اسلام کے بعد جب قرآن نے دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کا ذکر کیا اس میں لفظ مسجد خاص طور پر مسلمانوں کی عبادت گاہوں کے واسطے مخصوص کیا گیا اس وجہ سے یہی ثابت ہوا کہ قادیانیوں کو اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کہنے کا کوئی جواز اس قرآنی وضاحت کے بعد باقی نہیں رہتا۔ یہ لوگ چونکہ مرزا غلام احمد کو مسیح موعود بھی کہتے ہیں اس لیے مناسب ہے کہ وہ اپنی عبادت گاہوں کو بیوت المسیح قرار دیں یا ہر عبادت گاہ کو ''دارالمسیحیت'' کہیں یا ایسا ہی کوئی اور مناسب نام اور اگر قادیانی کہنے میں کوئی عار محسوس کریں تو مسیح موعود کی طرف منسوب ہونے کے باعث اپنا نام مسیحی رکھیں کیونکہ مسلمان تو وہی ہوگا جو اسلام کے تمام اصول اور بنیادی باتوں کو مانتا ہو اور اس کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہو مگر وہ قوم جس نے اپنا نیا پیغمبر تجویز کر لیا ہو اور کلمہ بھی احمد رسول اللہ متعین کر لیا ہو (جس کے ثبوت موجود ہیں) اب ان کو کوئی حق نہیں کہ خود کو مسلمان کہیں۔ یہ فلسفہ کوئی عقل والا نہیں سمجھ سکتا کہ اسلام کی بنیاد کو ختم کر ڈالیں اور تمام دنیا کے مسلمانوں سے جدا عبادت گاہیں بنائیں، قبرستان علیحدہ کر لیں تو جب سب باتیں علیحدہ کر لی گئیں تو پھر اس کا کیا جواز رہ گیا کہ وہ یوں کہیں کہ ہم مسلمان ہیں اگر وہ مسلمان ہوتے تو مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھتے، مسلمانوں کی مسجدوں کو اپنی مسجد سمجھتے، مسلمانوں کے پیغمبر کے علاوہ اور کوئی پیغمبر تجویز نہ کرتے۔ یہ بات تو ایسی ہی ہوگئی کہ کوئی شخص توحید خداوندی کا انکار کر دے یا یوں کہنے لگے کہ فلاں خدا ظلی اور بروزی خدا ہیں اور میں اس دوسرے ظلی اور بروزی خدا کا قائل ہونے سے اصل خدا کا منکر نہیں بلکہ موحد ہی ہوں اور میرا اسی پر ایمان ہے تو اس تمسخر اور خلافِ عقل بات کو کوئی گوارہ تک نہیں کرے گا اور پھر بھی یہ کہے کہ میرا عقیدہ یہی ہے کہ میں مسلمان ہوں، بالکل یہی حال مرزائیوں اور قادیانیوں کا ایمان بالرسالت کے معاملہ میں ہے یا ایسا سمجھ لیجیے کہ کوئی شخص آتش پرستی کرتا ہو یا بتوں کو سجدہ کرتا ہو اور پھر بھی اس کا اصرار ہو کہ مجھے مسلمان کہو اور یہ میرا اپنا عقیدہ ہے، خواہ قانون کی نظر میں اس کو مشرک یا آتش پرست کہا جائے اور یہی حال قادیانیوں کا ہے کہ ختم نبوت کا انکار یا خاتم الانبیاء کے بعد کسی اور پیغمبر کے وجود کا تصور انسان کو دینِ اسلام سے اسی طرح خارج کر دیتا ہے جیسے کہ بت پرستی یا

آتش پرستی سے آدمی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے تو یہ منطق کوئی عقل والا کیسے سن سکتا ہے کہ ایک شخص میں اسلام سے خارج ہو جانے کی علت پائے جانے کے بعد بھی دعویٰ کر رہا ہو کہ نہیں میں اسلام سے خارج نہیں بلکہ میں مسلمان ہوں اور یہ میرا عقیدہ ہے۔

الغرض اس قانونی میعاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ ضروری ہے کہ جس فرقہ کا حکم اور فیصلہ قانونی اور شرعی خارج از اسلام ہونے کا ہو چکا ہو اس کو مسلمان کہنے کی ہرگز اجازت نہ دی جائے۔ ان حالات میں ایسی جماعت کا اپنے اسلام کا دعویٰ کھلم کھلا قانون اور ملک کے فیصلہ کے ساتھ بغاوت کے مترادف ہے۔ رہی یہ بات کہ کوئی یہ کہے کہ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی له ذمة الله ذمة رسوله.

کہ جس شخص نے ہم جیسی نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کا استقبال کیا اور ہمارا ذبیحہ کھایا تو وہ شخص تو ایسا مسلمان ہے جس کے واسطے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے۔

(البخاری، مشکوٰۃ المصابیح)

اور اس بناء پر کہ میں نماز پڑھتا ہوں اور قبلہ کا استقبال کرتا ہوں لہٰذا میں مسلمان ہوا اور مجھ کو مسلمان شمار کرنا چاہیے۔

تو یہ استدلال بھی نہایت ہی بعید از عقل و قانون ہے کیونکہ قادیانیوں کی نماز ہماری نماز یعنی مسلمانوں کی نماز ہی نہیں ہے کیونکہ ہماری نماز تو وہ ہوگی جو ہماری مسجد میں ہو، ہمارے ساتھ ہو، ہمارے امام کے پیچھے ہو اور ہمارے جیسے اعتقاد کے ساتھ ہو۔

جب ہر چیز میں قادیانی جدا ہو گئے، اعتقاد میں جدا، مسجد میں جدا، نمازیوں سے علیحدہ، امام بھی علیحدہ تو عجب بات ہے کہ جب سب کچھ علیحدہ ہو گیا تو پھر ان کی نماز مسلمانوں جیسی نماز کہاں ہوئی؟ حدیث کے الفاظ تو یہ ہیں کہ جو شخص ہماری جیسی نماز پڑھے اور یقیناً قادیانیوں کی نماز ہی ہماری نماز کہلانے کی کسی حیثیت سے مصداق نہیں ہو سکتی پھر جبکہ قادیانیوں کے نزدیک دنیا کے کل مسلمان اس بناء پر کہ وہ مرزا غلام احمد کی نبوت پر ایمان لانے والے نہیں ہیں، ان کے زعم میں کافر ہیں تو ان کی نماز ہماری جیسی نماز کیونکر ہو گی تو کیا کافروں جیسی نماز سے انسان مسلمان کہلائے گا۔

الغرض یہ نہایت واضح اور سیدھی بات ہے جب تک تمام دنیا کے مسلمان ہیں، کوئی قادیانی مسلمان نہیں ہو سکتا البتہ اگر کوئی طاقت ایسی ہے کہ کل دنیائے اسلام کے مسلمانوں کا کفر

ثابت کردے تو پھر اس کا امکان ہوگا کہ کسی قادیانی کو مسلمان کہا جا سکے اور اس امر کا فیصلہ چودھری ظفر اللہ قادیانی نے کر دیا جبکہ انہوں نے قائداعظمؒ کی نمازِ جنازہ میں شرکت نہیں کی اور اس موقع پر موجود ہوتے ہوئے بھی نماز میں شریک ہونے کے بجائے ان لوگوں کی جگہ بیٹھے رہے جہاں غیر مسلم سفراء اور زعماء تھے جب دریافت کیا گیا کہ قائداعظمؒ کے جنازے میں کیوں نہیں شریک ہوئے؟ تو جواب دیا اس میں کیا تعجب کی بات ہے؟ میں تو کافر حکومت کا ایک مسلمان وزیر ہوں۔ گویا چودھری ظفر اللہ قادیانی نے اس وجہ کو بیان کر کے یہ اعتراف کر لیا اور ثابت کر دیا کہ قادیانی اور غیر قادیانی دونوں مسلمان نہیں ہو سکتے' ان میں سے ایک ہی مسلمان ہو سکتا ہے اور دوسرا کافر ہوگا۔

اس لیے اس فیصلہ کی رو سے جب تک دنیائے اسلام کے مسلمان مسلمان ہیں' کوئی قادیانی مسلمان نہیں کہلایا جا سکتا اور اس بات کے واسطے کہ قادیانی شخص کو مسلمان کہا جا سکے' پہلے تمام دنیا کے مسلمانوں کے کفر کو ثابت کرنے کے لیے تیار ہونا پڑے گا۔

عدالتِ عالیہ کیا اس جسارت کا اندازہ نہیں لگاتی کہ کس بے باکی کے ساتھ ایک جھوٹے نبی کی نبوت پر ایمان نہ لانے والے دنیا کے کل مسلمانوں کو کافر کہا جا رہا ہے تو اگر اس مفروضہ پر قادیانی شخص روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر کہتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ایک سچے برحق پیغمبر خاتم الانبیاء والمرسلین کی ختم نبوت کا انکار کرنے والے اور ان کے فرمان کا کفر کرنے والوں کو کافر نہ کہا جائے اور پھر یہ کیا بوالعجبی ہے کہ کفر کا ارتکاب ہو' ہزاروں دلائل اور براہین سے کفر ثابت ہو چکا ہو اور پھر بھی دعویٰ کہ ہم مسلمان ہیں۔

دنیا کا کوئی قانون اس بات کے جواز کا تصور نہیں کر سکتا پھر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ ہر مذہب کے شعائر اور خصوصی نشانات ہوتے ہیں اور ان ہی چیزوں کو اس مذہب کی نشانی اور امتیاز سمجھا جاتا ہے۔ نماز اور مسجد اسلام کے شعار اور خصوصیات ہیں تو جو گروہ اسلام سے خارج ہے اس کو کیسے یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ ان خصوصیات کو اختیار کرے اگر فوج کا باغی اور غیر فوجی فوجی لباس پہن لے تو قانوناً مجرم ہے اور سزا کا مستحق ہے اسی طرح مسلمانوں کے شعار صرف وہی اختیار کر سکتا ہے جو مسلمان ہو۔

اس سلسلہ بحث میں کہ کیا غیر مسلموں کو اسلامی شعائر اور خصوصیات کو اختیار کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں' ہم ایک بہت اہم اور وزنی دستاویز کا حوالہ پیش کر سکتے ہیں۔ وہ اہم دستاویز امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ معاہدہ ہے جو شام کے نصرانیوں سے انہوں

نے قبول کیا اور اس پر ان کو پابند کیا گیا تھا کہ وہ اپنی زندگی کے جملہ عملی شعبوں میں اس کی پابندی کریں گے۔

اس معاہدہ کا متن حافظ عماد الدین ابن کثیر الدمشقی نے اپنی کتاب البدایہ والنہایۃ اور تفسیر ابن کثیر میں نقل کیا ہے، معاہدہ کا متن آئندہ آتا ہے۔

تو پھر ان حالات میں شرعی اصول قرآنی تصریح اور حکومتِ پاکستان کے فیصلہ کی رو سے یہ ممکن ہی نہیں کہ مرزائیوں کو خواہ وہ قادیانی ہوں یا لاہوری مسجدوں کی اجازت دی جائے۔

اس آیت کی تفسیر میں حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہم اللہ نے اپنی تفسیر کی جلد ثانی صفحہ ۳۴۷ پر امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک معاہدہ نقل کیا ہے جو انہوں نے شام کے نصاریٰ سے کیا۔ اس معاہدہ کی رو سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کسی اسلامی سلطنت میں اقلیت کے حقوق کیا ہیں اور ان پر کس طرح کی پابندی عائد ہے اور کیا کیا کام کرنے کا ان کو استحقاق ہے۔ اس معاہدہ کو ائمہ محدثین نے عبدالرحمٰن بن غنم کی سند سے روایت کیا ہے جس کا متن حسبِ ذیل ہے:

وذالک ممارواہ الائمة الحفاظ من روایة عبدالرحمن بن غنم الاشعری قال کتبت الیٰ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ حین صالح نصاریٰ من اھل الشام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھذا کتاب لعبداللہ ابن عمر امیر المومنین من نصاریٰ مدینة کذاو کذا انکم لما قدمتم علینا سالناکم الامان لانفسنا وذریتنا واموالنا واھل ملتنا وشرطنا لکم علیٰ انفسنا ان لانحدث فی مدینتنا ولا فیما حولھا دیراً ولا کنیسة ولا قلایة ولا صومعة راھب ولا نجدد ما خرب منھا ولا نحی منھا ما کان خططاً للمسلمین وان لا نمنع کنا لسنا ان ینزلھا احد من المسلمین فی لیل اونھار وان نوسع ابوابھا للمارة وابن السبیل وأن ننزل من بنا من المسلمین ثلاثة ایام نطعمھم ولانووی فی کنائسنا ولا منازلنا جاسوساً ولا نکتم غشا للمسلمین ولا نعلم اولادنا القرآن ولا نظھر شرکاً ولاندعوالیه أحداً ولا نمنع احداً ولا نمنع احداً من ذوی قرابتنا الدخول فی الاسلام ان ارادوہ وان نوقر المسلمین وان نقوم لھم من مجالسنا ان ارادو الجلوس ولا نتشبه بھم فی شیئ من ملابسھم فی قلنسوة ولا عمامة ولانعلین ولا فرق شعر.

ترجمہ :۔ جس کو حفاظ محدثین نے عبدالرحمٰن بن غنم الاشعری کی سند سے روایت کیا ہے کہ میں

نے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ معاہدہ لکھا تھا اور ان سے شام کے نصاریٰ نے کہا تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ معاہدہ ہے امیر المؤمنین عمر بن الخطاب کے لیے فلاں فلاں علاقہ کے نصاریٰ کی طرف سے کہ آپ لوگ ہمارے یہاں آ کر اُترے (یعنی فتح کے بعد) اور ہم نے آپ سے امن طلب کیا' اپنی جانوں اور اپنی ذریت اور اپنے مالوں کے لیے اور (اس بناء پر) ہم نے اپنے اوپر اس بات کی پابندی قبول کی ہے کہ ہم اپنے شہر اور شہر کے اطراف میں کوئی گرجا نہیں تعمیر کریں گے اور نہ راہبوں کی کوئی خانقاہ و تعلیم گاہ اور جو عبادت گاہیں جو منہدم ہوئیں یا ان میں ٹوٹ پھوٹ ہو' ہم اس کی تجدید بھی نہ کریں گے اور ایسی کوئی عمارت ہم مسلمانوں کے علاقہ میں بھی نہیں بنائیں گے اور ہم اپنے گرجاؤں کو مسلمانوں سے نہیں روکیں گے کہ اس چیز سے وہ ان میں ٹھہریں رات میں یا دن میں اور ان کے دروازے ہم کھلے رکھیں گے' گزرنے والے لوگوں اور مسافروں کے لیے اور جن مسلمانوں کو ہم ان میں دیکھیں گے ہم ان کو کھانا کھلائیں گے اور ہم اپنے گرجاؤں اور صومعوں میں کسی جاسوس کو پناہ نہیں دیں گے اور مسلمانوں کے لیے ہم کسی قسم کا کھوٹ اپنے دلوں میں نہیں رکھیں گے اور ہم اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم نہیں دیں گے اور نہ شرک کا اظہار کریں گے یعنی نصاریٰ کے مشرکانہ طریقوں کا ہم کسی کے سامنے اظہار و اعلان نہیں کر سکیں گے اور نہ ایسے شرک کی طرف کسی کو دعوت دیں گے اور ہم اپنے قرابت داروں میں سے کسی کو اسلام میں آنے سے نہیں روکیں گے اگر کوئی اسلام میں داخل ہونا چاہے گا۔ ہم مسلمانوں کی تعظیم و تکریم کریں گے اور ان کے احترام میں ہم اپنے مجلسوں سے اُٹھا کریں گے اور ہم نہ ان کے لباس میں مشابہت اختیار کریں گے اور نہ ان کی ٹوپی اور عمامہ میں اور نہ جوتوں میں اور نہ ہی سر کے بالوں اور مانگ میں۔

ولاتكلم لكلامهم ولانكتني بكناهم ولا نركب السروج ولا نتقلّد السيّوف ولا نتخذ شيئا من السلاح ولا نحمله معنا ولاننقش خواتيمنا بالعربية ولانبيع الخمور و ان نجز مقاديم رؤسنا وان نلزم زينا حيثما كنا وان نشد الزنانير على اوساطنا وأن لا نظهر الصليب على كنائسنا وان لا نظهر صليبنا ولا كبنا في شيئ من طرق المسلمين ولا أسواقهم ولا نضرب نواقيسنا في كنائسنا الاضربا خفيفا وان لا نرفع اصواتنا مع موتانا ولا نظهر النيران معهم في شيئ من طرق المسلمين ولا اسواقهم ولا تجاورهم بموتانا ولا نتخذ من الرقيق ماجرى عليه سهام المسلمين وأن نرشد المسلمين ولانطلع عليهم في

منازلهم.

قال فلما اتيت عمر بالكتاب زادفيه ولا نضرب احدا من المسلمين شرطنالكم ذلک علی انفسنا واهل ملتنا وقبلنا علیه الأمان فان نحن خالفنا فی شیئ مما شرطناه لکم ووظفنا علی انفسنا فلاذمة لنا وقد حدلکم مناما یحل من اهد المعاندة والشقاق. (تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۳۴۷)

ترجمہ: اور نہ ان کے خصوصی الفاظ بولیں گے اور نہ ان کی کنیت اختیار کریں گے اور نہ زین پر سوار ہوں گے (یعنی اگر گھوڑے پر بیٹھنے کی ضرورت ہوگی تو بلا زین کے ان پر بیٹھیں گے۔ گویا اس طرح اپنے تذلل اور پستی کو ظاہر رکھیں گے) اور نہ تلواریں لٹکائیں گے اور نہ عربی الفاظ میں اپنی انگشتریوں پر نقش کندہ کرائیں گے، نہ ہتھیار مہیا کریں گے اور نہ ان کو اپنے ساتھ اُٹھائیں گے اور نہ شرابوں کی بیع وشراء کریں گے اور سر کے آگے کے حصے کے بال کاٹا کریں گے اور جہاں بھی ہوں گے، اپنی خصوصی وضع برقرار رکھیں گے اور زنار اپنی پشت پر ڈالیں گے اور ہم صلیب کو اپنے گرجاؤں میں بھی نمایاں نہیں کریں گے اور نہ اپنے صلیب اور مذہبی کتابیں مسلمانوں کے راستوں اور بازاروں میں نمایاں کریں گے اور نہ اپنے گرجاؤں میں ناقوس بجائیں گے اور نہ ہم اپنے جنازوں کے ساتھ آوازیں بلند کریں گے اور نہ آگ روشن کریں گے۔ (جنازوں کے ساتھ جیسا کہ ان کا طریقہ تھا) مسلمانوں کے راستوں میں اور نہ بازاروں میں اور جو غلام مسلمانوں کے حصے میں آ گئے ہیں، ان سے ہم کوئی خدمت نہیں لیں گے اور مسلمانوں کو راستہ بھی بتائیں گے اور ایسے ہی مسلمانوں کے گھروں تک بھی پہنچائیں گے (اگر کوئی اس کا ضرورت مند ہوگا)

راوی بیان کرتے ہیں کہ جب میں یہ معاہدہ لکھ کر عمر فاروقؓ کے پاس لایا تو آپ نے اس میں ایک چیز کا اور اضافہ کر دیا کہ ہم کسی مسلمان کو ماریں گے بھی نہیں، ہم نے یہ معاہدہ قبول کیا۔

اس معاہدے کے متن سے واضح طور پر یہ باتیں ثابت ہوئیں کہ غیر مسلم اقلیت کو تو خود اپنے مذہبی نشانات اور عبادت گاہوں کو نمایاں کرنے کی بھی اجازت نہیں ہو سکتی اور جو عبادت گاہیں پہلے سے موجود ہیں، ان کی بھی نہ کوئی مرمت کی جائے گی اور نہ تجدید بلکہ اسی حالت پر باقی رہنے دیا جائے گا۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ اقلیت کو اس بات کا حق نہیں دیا گیا کہ وہ اپنی عبادت گاہوں میں مسلمان کو آنے سے روکیں گے جس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ قادیانیوں نے جو مسجدیں تعمیر کر رکھی

ہیں، وہ ان مساجد کو مسلمانوں سے نہیں روک سکتے بلکہ ان کے حوالہ ہی کرنا چاہیے اس معاہدہ میں اس بات کی تصریح کہ ہم مسلمانوں کی کسی چیز میں مشابہت نہیں اختیار کریں گے نہ ان کے لباس میں نہ ٹوپی اور عمامہ میں اور جوتے میں اور نہ سر کے بالوں میں اور نہ ان کلمات اور عبارتوں کے تلفظ میں جو مسلمانوں کے خصوصی کلمات وعبارات ہیں۔

اس معاہدہ میں یہ تصریح کہ وہ نہ تلواریں لٹکائیں گے اور نہ ہتھیار مہیا کریں گے اس امر کو بخوبی ثابت کر رہی ہے کہ قادیانیوں کو اقلیت ہو جانے کے بعد کسی طرح کی مجاہدانہ اور رضا کارانہ تنظیم کی گنجائش نہیں۔

اس معاہدہ میں یہ بھی ہے کہ وہ اپنے لباس اور وضع قطع میں ایسی چیزیں نمایاں کریں گے جس سے ان کا غیر مسلم ہونا ظاہر ہوتا ہے اس بناء پر یہ ضروری ہے کہ قادیانیوں کے لباس اور ہیئت اس طرح ممتاز کر دیئے جائیں کہ دیکھنے سے پہچانے جائیں کہ وہ غیر مسلم ہیں اور یہ بھی تصریح ہے کہ وہ اپنے مذہبی رسوم نہایت مخفی اور پوشیدہ انداز سے انجام دیں گے۔ ان کا اظہار اور نمائش نہیں کر سکیں گے۔

الغرض فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فیصلہ کی رو سے اور اس معاہدے کے متن سے واضح طور پر یہ باتیں ثابت ہو رہی ہیں کہ غیر مسلم اقلیت کو تو خود اپنے مذہبی نشانات کو نمایاں کرنے اور مذہبی رسوم کو پھیلانے اور اپنی کتابوں کی اشاعت وتقسیم کی اجازت نہیں۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ قادیانیوں کو کسی طرح یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے مذہبی خصوصیات اور اپنی کتابوں اور لٹریچر کی اشاعت کریں اور مسلمانوں کے طریقوں اور روایات میں سے کسی ایسی چیز کا اظہار کریں کہ اس سے وہ مسلمان سمجھے جائیں۔ اس معاہدے کی رو سے جو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ یہودیوں نے کیا تھا۔ یہودیوں کو یہ حق حاصل نہ تھا کہ وہ اپنے گرجا نئے تعمیر کریں یا اس کی عمارت کی تجدید کریں تو اس بناء پر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ قادیانی مسجد تعمیر کریں، ان مساجد میں وہی کام انجام دیں جو ان کا موضوع ہے اور ظاہر ہے کہ مسجد بنا کر وہی کام کریں گے جس کے وہ علمبردار ہیں اس ضمن میں یہ بھی ثابت ہو گیا کہ قادیانیوں کو ضروری ہے کہ وہ اپنے لباس اور ہیئت میں کوئی بات مسلمانوں کی سی اختیار نہ کریں جب اقلیتی فرقہ لباس اور وضع قطع میں مسلمانوں سے امتیاز برقرار رکھنے کا پابند ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اصل عبادت گاہ میں مسلمانوں سے مشابہت اور ان کی مذہبی خصوصیات کو اختیار کرے۔ مسجدیں مسلمانوں کا مرکز عبادت ہیں اور مسلم قوم کی حیات اور اس کے ایمانی مقاصد کی تکمیل کے لیے مساجد ہی محور زندگی

اور اساس مذہب ہیں تو یہ کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ اسلام کم اس مرکز حیات کے ساتھ کافروں کے کفر کے مراکز کو مشابہت اور یکسانیت اختیار کرنے کی اجازت دی جائے۔

جب لباس وٹوپی اور سر کے بال میں التباس گوارا نہیں کیا گیا تو اصل مرکز دین میں التباس کیسے برداشت کیا جا سکتا ہے۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس معاہدہ کی رو سے کہ یہود اور نصاریٰ کو مسلمانوں جیسے الفاظ استعمال کرنے کا حق نہ ہوگا اور نہ ہی وہ مسلمانوں کے خصوصی کلمات کا تکلم کریں گے۔ واضح طور سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ کسی قادیانی کو اپنے متعلق لفظ مسلم کے اطلاق کی ہرگز اجازت نہیں ہو سکتی۔

اللہ نے صرف مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے **ھو سماکم المسلمین** کہ اللہ نے صرف تمہارا ہی نام مسلمان رکھا ہے کہ جو قوم اپنے باطل عقیدہ کی رو سے خارج از اسلام ہے اسے اپنے آپ کو مسلم اور مسلمان کہنے کا کوئی حق نہیں ہو سکتا۔

عدالتِ عالیہ کو میں اس طرف خاص طور سے متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس بات کو نظر انداز نہ کرے کہ ایک گروہ اصول اسلام کا منکر ہونے کے باوجود آخر وہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے پر کیوں مصر ہے۔ ظاہر ہے کہ جس طرح وہ خود ایسی گمراہی میں مبتلا ہوا جس کی بناء پر وہ خارج از اسلام ہوا، وہ اپنا نام مسلمان قرار دے کر دوسروں کو بھی اسی گمراہی میں پھنسانے کے لیے صرف اسی نام سے کسی کو بھی گمراہ کر سکتا ہے اس لیے ثابت ہوا کہ خارج اسلام ہونے کی صورت میں اسلام کا دعویٰ اور اپنے کو مسلمان کہنا بدترین جرم ہے اسی طرح کفر کے داعی کو مسجد کے عنوان سے کوئی عمارت بنانا قطعاً مسجد ضرار والی بات ہے جو منافقین نے مسجد کے نام پر ایک اڈہ کفر کا اور مسلمانوں میں تفریق اور پھوٹ ڈالنے کے لیے بنایا تھا جس کا ذکر قرآنِ کریم میں ان الفاظ میں ہے:

والذین اتخذوا مسجدا ضرار و کفراً و تفریقاً بین المؤمنین ارصاداً لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل و لیحلفن ان اردنا الا الحسنی واللہ یشھد انھم لکاذبون. (التوبۃ:۱۰۷)

اور جنہوں نے بنائی ایک مسجد ضد پر اور کفر پر اور پھوٹ ڈالنے کے لیے مسلمانوں میں اور مورچہ بنانے کے لیے ان لوگوں کے واسطے جو اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کر رہے ہیں پہلے سے اور وہ قسمیں کھائیں گے ہم نے تو بھلائی اور نیکی کے سوا کسی چیز کا ارادہ نہیں کیا اور خدا گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مفسرین نے اس مسجد ضرار کی تفصیل اس طرح بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ جب تشریف لائے تو پہلے آپؐ چند روز مدینہ سے باہر قباء میں ٹھہرے جو بنو عمرو بن عوف کی جگہ تھی اسی جگہ آپؐ نے مسجد قباء کی بنیاد رکھی اور پھر اس کی تعمیر ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس مسجد سے بہت زیادہ تعلق اور محبت تھی اور آپؐ کا مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد یہ معمول رہا کہ ہفتہ کے روز وہاں تشریف لے جا کر دو رکعت نماز پڑھا کرتے۔ چنانچہ احادیث میں اس کی فضیلت بھی بیان فرمائی گئی۔ بعض منافقین نے یہ چاہا کہ اس مسجد کے نزدیک ایک ایسا مکان بنائیں جس کا نام مسجد رکھیں اس میں اپنی علیحدہ جماعت ٹھہرائیں اور جن سادہ لوح مسلمانوں کو بہکایا جا سکے' ان کو مسجد قباء سے ہٹا کر اس طرف لے آئیں اور گویا اس طریقہ سے ان کا رشتہ اسلام اور اسلام کے مرکز سے جدا ہو جائے۔ ان کو یہ بات ایسے سازشی مقاصد کی تکمیل کے لیے بہت مناسب معلوم ہوئی' اس کا نام مسجد رکھا جائے کیونکہ مسجد کے تقدس کو ملحوظ رکھنے کے باعث ان کے ناپاک ارادوں اور ان کی سازشوں میں کوئی رکاوٹ نہ ہوگی اور بڑے تحفظ کے ساتھ مسجد کا عنوان دے کر اسلام کی بیخ کنی کرتے رہیں گے۔ دراصل اس ناپاک سازش کا اصل محرک ایک شخص ابو عامر خزرجی تھا۔ ہجرت سے پہلے اس شخص نے نصرانی بن کر راہبانہ زندگی اختیار کی تھی۔ مدینہ منورہ اور قرب و جوار کے لوگ خصوصاً قبیلہ خزرج والے اس کے زہد و درویشی کے رنگ کو دیکھ کر بڑے معتقد ہو گئے تھے اور کافی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر جب ایمان و عرفان کا آفتاب چمکنے لگا تو اس کی درویشی کا بھرم لوگوں پر کھلنے لگا۔ ابو عامر اس صورتِ حال کے باعث عداوت اور حسد کی آگ سے بھڑک اٹھا۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی تو کہنے لگا کہ اصل ملت ابراہیمی پر تو میں پہلے سے قائم ہوں' حقیقی ملت ابراہیمی والا اسلام تو میرے پاس ہے اس لیے مجھے ضرورت نہیں کہ مزید کوئی چیز اختیار کروں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی تردید فرمائی اور نصیحت کی تو بجائے صحیح اثر قبول کرنے کے غصہ میں برافروختہ ہو کر کہنے لگا' ہم میں سے جو جھوٹا ہو' خدا اس کو غربت و بے کسی کی موت مارے۔ آپؐ نے اس پر فرمایا' آمین۔ جنگِ بدر کے بعد جب اسلام کی جڑیں مضبوط ہو گئیں اور مسلمانوں کا عروج حاسدوں کی نگاہوں کو خیرہ کرنے لگا تو ابو عامر کو برداشت نہ ہو سکی تو بھاگ کر مکہ پہنچا تاکہ کفار مکہ کو مقابلہ کے لیے آمادہ کرے۔ اسی وجہ سے معرکہ احد میں خود بھی کفارِ

مکہ قریش کے ساتھ آیا۔ پہلے تو اس نے آگے بڑھ کر انصارِ مدینہ میں سے جو اس کے معتقد تھے' ان کو خطاب کر کے اپنی طرف مائل کرنا چاہا اس احمق نے یہ نہ سمجھا کہ جن ہستیوں کو انوارِ نبوت نے منور کر دیا ہے' ان پر اب اس کا پرانا جادو کیسے چل سکے گا۔ آخر وہ انصار جو اس کی پہلے تو تعظیم کرتے تھے اس کے ساتھ اس طرح مخاطب ہوئے او فاسق دشمن خدا تیری آنکھ کبھی ٹھنڈی نہ ہو۔ کیا رسولِ خدا کے مقابلے میں ہم تیرا ساتھ دیں گے۔ انصار کا یہ مایوس کن جواب سن کر کچھ حواس ٹھکانے آئے لیکن غیظ و غضب میں برافروختہ ہو کر کہنے لگا' اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آئندہ جو قوم بھی تمہارے مقابلہ کے لیے اُٹھے گی' میں برابر اس کے ساتھ رہوں گا۔ چنانچہ غزوۂ حنین ۸ ہجری تک کے معرکہ میں کفار کے ساتھ رہا اور مسلمانوں کا مقابلہ کرتا رہا۔ احد میں اسی کی خباثت اور شرارت سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر زخم آیا تھا اور دندانِ مبارک بھی شہید ہونے کا واقعہ پیش آیا تھا۔ اس نے دونوں صفوں اور مورچوں کے درمیان گڑھے کھدوا دیئے تھے۔ حنین کے بعد جب ابو عامر نے یہ محسوس کر لیا کہ اب عرب کی کوئی طاقت اسلام کو کچلنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی تو بھاگ کر شام پہنچا اور منافقین مدینہ (جو اس کی تیار کردہ جماعت تھی' وہ اپنے کو مسلمان کہا کرتے' نمازیں بھی پڑھتے' قرآن کی آیات بھی پڑھا کرتے اور ہر طرح سے اپنے آپ کو مسلمان کی حیثیت سے پیش کرتے) کو خط لکھا کہ میں قیصر روم سے مل کر ایک لشکر جرار محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے مقابلہ کے لیے بھیج رہا ہوں جو چشم زدن میں مسلمانوں کو ختم کر ڈالے گا۔ تم لوگ فی الحال ایک عمارت مسجد کے نام سے بناؤ جہاں نماز کے عنوان سے جمع ہوا کرو تا کہ وہاں اسلام کے خلاف سازشیں اور منشور ہو سکیں اور میرے تمام خطوط وغیرہ قاصد تم کو وہیں پہنچایا کرے گا اور میں بذاتِ خود آؤں تو سب سے ملاقات کو ایک موزوں یعنی قابلِ اطمینان اور مامون جگہ ہو۔

یہ تھے خبیث مقاصد جن کے لیے یہ مسجد ضرار تعمیر ہوئی۔ یہ منافقین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو حاضر ہوئے اور بڑی ہی قسمیں کھائیں کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اس مسجد کی تعمیر میں ہمارا یہ مقصد ہے کہ بارش اور سردی کے زمانے میں بیماروں' ضعیفوں کو مسجد قبا تک پہنچنے میں دشواری ہوگی اس لیے ہم نے یہ مسجد بنا دی ہے تا کہ نمازیوں کو سہولت ہو اور مسجد قبا میں جگہ کی دِقت بھی لوگوں کو ہوتی ہے' وہ بھی دُور ہو جائے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مرتبہ چل کر وہاں نماز پڑھ لیں تو ہمارے واسطے موجب برکت اور سعادت ہوگا اور ظاہر ہے کہ ان کا مقصد یہ تھا کہ اگر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہاں ایک دفعہ بھی تشریف لے

گئے تو پھر سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسانا آسان ہوگا۔ آپؐ اس وقت غزوۂ تبوک کے لیے پابہ رکاب تھے' فرمایا اب تو میں تبوک کے لیے روانہ ہورہا ہوں' واپسی پر دیکھا جائے گا یا یہ لفظ فرمایا' ایسا ہوسکے گا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تبوک سے واپس ہوکر بالکل مدینہ منورہ کے قریب پہنچ گئے تو جبریلِ امین یہ آیات لے کر آئے جن میں منافقین کی ناپاک اغراض پر مطلع کر کے مسجد ضرار کا پول کھول دیا گیا۔ آپؐ نے مالک بن دخشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور معن بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اس مکان کو جس کا نام ازراہ خداع فریب مسجد رکھا ہے گرا کر پیوند زمین بنادو۔ انہوں نے فوراً تعمیل کی اور اس مکان کو جلا کر خاک بنادیا اور ابو عامر منافق اور اس کے ٹولے کے سب ارمان خاک میں مل گئے۔

اس آیت میں مسجد مذکور کے بنانے کی تین غرضیں ذکر کی گئیں۔ اوّل ضراراً یعنی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے۔ ضرار کے معنی دوسرے کو نقصان پہنچانا خواہ خود کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو چونکہ یہ مسجد اسی مقصد کے لیے بنائی گئی۔ دوسری غرض تفریق بین المومنین کہ اہلِ ایمان میں تفریق کردی جائے۔ ایک اُمت کی وحدت کو پارہ پارہ کر کے اس کو ٹکڑوں اور فرقوں میں بانٹ دیا جائے۔ تیسری غرض وارصاداً لمن حارب اللہ ورسولہ کہ اللہ اور اس کے رسول کے مقابلہ کرنے والوں کے واسطے ایک پناہ گاہ ہو اور سازشوں کا مرکز ہو تو مرزائیوں کی مسجدیں بالکل ان ہی تین اغراض کا پورا پورا پیکر ہیں۔ ضرر پہنچانا اور مسلمانوں کے درمیان تفریق اور دشمنانِ اسلام کے لیے سازشوں کا مرکز۔ اس بناء پر قادیانیوں کی ہر مسجد بلاشبہ مسجد ضرار ہے اور ظاہر ہے کہ جبکہ کوئی جماعت اسلام سے خارج ہے' اسلام کی بنیادیں اُکھاڑنا اس کا نصب العین ایک جھوٹے نبی کی نبوت کا بہروپ تو ایسی جماعت کا اسلام کا نام لینا پورا پورا منافقین کا کردار ہے۔ ایسی حالت میں ان کی مسجدیں لامحالہ مسجد ضرار ہوں گی اور مسجد ضرار کا حکم اور نوعیت قرآنِ کریم کی نص صریح اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیصلہ سے معلوم ہوگئی۔

لہٰذا یہ بات قرآنی تصریح سے ثابت ہوگئی کہ جو عمارتیں قادیانیوں نے مسجد کے نام سے موسوم کر رکھی ہیں' ان کو جلا کر پیوند زمین کردیا جائے یا مسلمانوں کو ان کا وارث بنایا جائے جو مسجدوں کی تعمیر و نگرانی کے حق دار ہیں اور آئندہ قادیانیوں کو مسجد کے نام سے کوئی عمارت بنانے نہ دی جائے اسی طرح قادیانیوں کو اذان دینے کی بھی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

اوّل تو اس وجہ سے کہ اذان اسلام کا خصوصی شعار ہے اور جو قوم اسلام سے خارج ہے اس کو حق نہیں کہ وہ اس کو اختیار کرے۔ دوسرے اس وجہ سے کہ جب قادیانی مسلمان ہی نہیں ہیں

تو پھران کی اذان ونماز کا مطلب؟ عبادات تو ایمان کے ساتھ ہیں جیسے قرآنِ کریم کی متعدد آیات میں فرمایا:

ومن یعمل من الصلحت وھو مؤمن من عمل صالحا من ذکر او انثیٰ وھو مؤمن

جب ایمان ہی نہیں تو پھر عبادات کا کیا مطلب؟ اور ہر شریعت کی عبادات اس شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے ہی عبادات کہلاتی ہیں جب کوئی فرد یا جماعت کسی شریعت کے دائرہ سے خارج ہو چکی تو پھر اس دین کی عبادات کا تصور ہی بے معنی ہے اور پھر یہ کہ جب قادیانی خارج از اسلام ہیں تو پھر اسلام کی ان خصوصیات کو عملاً اختیار کرنا بلاشبہ ایک فریب اور دھوکہ ہے جو کسی بھی قانون سے قابلِ برداشت نہیں۔ فریب' دھوکہ دہی' جعل سازی اور سازش یہی وہ باتیں ہو سکتی ہیں جو غیر مسلم مسلمانوں جیسے افعال اختیار کرنے میں مقصد بناتا ہے۔

دنیا کا کوئی قانون فریب دہی اور جعل سازی کی روش کو گوارا نہیں کر سکتا اور اس پر یہ استدلال کہ یہ میری اعتقادی عبادات ہیں' اس میں میں آزاد ہوں' فریب کاری کے ساتھ دیدہ دلیری کا مصداق ہے پھر مزید براں اس پر اس آیت کا حوالہ دینا:

ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر

کہ اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ کی مساجد کو اس چیز سے روکے کہ اس میں اللہ کا نام لیا جائے' جرم بالآخر جرم ہے۔ قادیانیوں کی مسجدیں تو مسجدیں ہی نہیں' یہ تخریب وضرار کا اڈہ ہیں تو یہ نہایت ہی افسوس ناک حرکت ہے کہ ان کی پابندی کو آیت مذکور سے چیلنج کیا جائے جب یہ بہروپ کھل گیا کہ مسجدوں کے عنوان سے جگہ بنانا دین کے خلاف سازشوں کے اڈے تیار کرنا ہے تو ان کی بندش پر یہ آیت پڑھتے ہوئے شرمانا چاہیے۔ کیا یہی چیز اللہ کا ذکر ہے اور اس کی عبادت ہے جو ان جگہوں میں انجام دی جا رہی ہے۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کا کشف ❣ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ نے ایک دفعہ مراقبہ کیا اور مرزا قادیانی کو قبر میں باؤلے کتے کی شکل میں دیکھا کہ اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی ہے اور وہ انتہائی خوفناک آوازیں نکال رہا ہے۔ بڑی پھرتی سے گھوم گھوم کر منہ سے دم پکڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔ غصہ میں آکر کبھی اپنی ٹانگوں کو کاٹتا ہے اور کبھی سر زمین پر پٹختا ہے۔ (اللہ تعالیٰ اس لعین کے عذاب میں مزید اضافہ فرمائے۔ آمین)